از: حبیب اللہ
16 Oct,2011

کیا وقت آن پہنچا ہے؟ - آخری قسط

اوریا مقبول جان گزشتہ دو سال سے امام مہدی کی آمد اور آخری دور کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ اُن کے کالم بہت شوق اور دِل چسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔ لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر پاکستان کے حالات کب ٹھیک ہونگے۔ کیا یہ یونہی جاری رہیں گے؟ میڈیا کی یہ بد قسمتی ہے کہ حضرت گوہر شاہی کے فرمودات کو اُنہوں نے لوگوں تک پہنچانے میں مجرمانہ اعراض کیا جن میں آپ نے ان معاملات کو تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔ امام مہدی علیہ السلام، دجال کا خروج اور پاکستان کے حالات کے بارے میں آپ نے گاہے بگاہے جو تفصیل دی ہے وہ قابل غور ہے۔

اوریا مقبول جان جن صاحبان نظر کی بات کرتے ہیں اُنہوں نے عوام تک یہ بات پہنچا دی کہ یہ توبہ کا وقت ہے، فتنوں کاوقت ہے، تبدیلی کا وقت ہے اور امام زمانہ کے ظہور کا وقت ہے۔ اُس کے بعد ہمارے اندازے ہیں کہ وہ کون ہونگے کہاں سے ہونگے، اُن کے ساتھ کون لوگ ہونگے۔ اسی طرح کے اندازوں کوزیر نظر کالم میں بیان کیا گیا۔

سلطان الاولیاء شیخ ناظم کہتے ہیں کہ اہل سنت اُن کے ساتھ ہونگے جن سے ایشیاء بھرا پڑا ہے۔ جبکہ اوریا مقبول جان کا کالم پڑھ کر لگتا ہے کہ وہ طالبان میں سے ہونگے جن کو دُنیا دہشتگرد کی حیثیت سے پہچانتی ہے جبکہ پوری دُنیا ایک مسیحا کا انتظار کر رہی ہے جو آکر دہشت، ظلم اور ناانصافی کا خاتمہ کرے گا۔اس کالم کو پڑھ کر کئی سوالات ذہن میں آتے ہیں جن کو بریکٹ میں بطورِتبصرہ لکھا ہے تاکہ اہل علم غور کریں۔

کالم نگار لکھتا ھے:

”رسول رحمت ﷺ کے ارشادات کے مطابق دجال کی آمد سے پہلے چندسال جودھوکہ اورفریب کے ہوں گے،آج کی دُنیاپر بہت حدتک منطبق ہوتے ہیں۔اس دھوکہ اورفریب کی گاڑی میڈیا کے زور سے چلتی ہے جودجالی قوتوں کوآنے والے وقت کے لئے اکٹھااورایک ایجنڈے پرمتفق کر رہا ہے۔اس ایجنڈے کی اجمالی صورت حال سیدالانبیا ﷺ کی اس حدیث سے اور آج کی قتل وغارت سے واضح ہوتی ہے۔آپؐ نے فرمایا:

’علماء پرضرورایسازمانہ آئے گا کہ ان کوایسے قتل کیا جائے گاجیسے چوروں کوقتل کیا جاتا ہے‘۔(التقریب المیزان)

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا:

’علماء پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جب ان کی موت سرخ سونے سے بھی زیادہ محبوب ہوگی‘۔(مستدرک حاکم)

(تبصرہ: آج کل جو علماء بم دھماکوں، طالبان کے خودکش دھماکوں اور فائرنگ سے قتل ہو رہے ہیں ان میں اکثریت اولیاء کرام کے ماننے والوں کی ہے یا وہ دہشتگردی کے خلاف فتویٰ دینے والے ہیں۔اولیاء کرام کے مخالف، مزاروں کو گرانے کی حمایت کرنے والے، طالبان کی ان کاروائیوں کو جہاد کا نام دینے والے علماء اس وقت امن وغیر معمولی خوشحالی میں ہیں۔کیا وجہ؟)

اس وقت چاروں طرف نظر دوڑائیں اور عالمی میڈیا سے لے کر اپنے وطن تک کسی بھی اخبار، رسالے یا ٹی وی کی سکرین پر نظر دوڑائیں تو آپ کو نفرت کی علامت صرف اور صرف ایسے لوگوں کو بنا کر دکھایا جائے گا جن کے چہرے اور حلیے کبھی دینداری اور نیک نامی کی علامت ہوا کرتے تھے۔پولیس کی چیک پوسٹوں سے لے کر دُنیا بھر کے ہوائی اڈوں، اہم عمارتوں اور سرحدوں پر بدمعاش، شرابی اور اوباش حلیے والے شخص کو نہیں روکا جاتا بلکہ جس شخص کی صورت کل تک اللہ سے تعلق کی وجہ سے پہچانی جاتی تھی، اسے چور، ڈاکو یا دہشتگرد کی طرح ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(تبصرہ: خوارج جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف جنگ کی وہ بھی چہروں پر سجدوں کے نشانات لیے ہوئے تھے۔اُن کی عبادت اور مجاہدوں کو دیکھ کر صحابہ جنگ کے حکم پر متذبذب ہو گئے تھے۔مگر جب مقتولین میں گستاخ رسول ﷺ اور خوارج کے رہنما ذوالخویصرہ کی لاش ملی تو اُنہوں نے حضرت علی کرم اللہ کی بصیرت کو تسلیم کیا۔کیا اس وقت پاکستان کو طالبان کی صورت میں خوارج کا سامنا نہیں؟)

گزشتہ دس سال کے دوران مرنے والے 15 لاکھ کے قریب لوگوں کی فہرست بنائی جائے، جو عراق اور افغانستان کی جنگ میں شہید ہوئے تو ان میں آپ کو کوئی شراب کی دُکان چلانے والا، جوئے کے اڈے کا مالک، عورتوں کا کاروبار کرنے والا، ظلم وزیادتی سے بھتہ وصول کرنے والا، زبردستی عورتوں سے شادی کرنے والا، منشیات کا عالمی سمگلر نظر نہیں آئے گا بلکہ ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جن کے دِن اور راتیں اللہ کے خوف میں گزرتی تھی اور جن کی ذات پر توکل قرون اولیٰ کے مسلمانوں جیسا تھا کہ تمام دُنیا اپنے مادی اسباب کے ساتھ بھی ان پر ٹوٹ پڑے تو وہ نہتے کلمۂ حق بلند کریں۔

(تبصرہ: دُنیا میں منشیات کی سب سے زیادہ کاشت افغانستان میں ہوتی ہے۔طالبان منشیات کی سمگلنگ میں پوری طرح ملوث ہیں۔ طالبان کمانڈر ایک ایک دِن میں زبردستی کئی کئی شادیاں کرتے رہے۔جہاد کے نام پر زبردستی بھتہ وصول کرنے والوں کو کیا ہم جہادی ہی کہیں گے؟)

یہ سارے پندرہ لاکھ لوگ نہ القاعدہ تھے، نہ طالبان اور نہ دہشتگرد لیکن یہ سب کے سب چوروں ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کی طرح مار دیئے گئے اور آج پوری دُنیا میں ان کے حق میں کوئی کلمۂ خیر بلند کرے تو آوازیں اُٹھتی ہیں طالبان ہے، القاعدہ ہے۔

(تبصرہ: یہ لوگ نمازی، پرہیزگار، جہادی، محنت کش مگر ساتھ ہی سود خور جن کے خلاف اللہ نے اعلان جنگ کیا ہے۔ اولیاء کے

مزاروں کو دھماکے سے اُڑانے کے مرتکب۔ جس نے اللہ کے ولی کے ساتھ بغض رکھا اُس کے ساتھ اللہ کا اعلان جنگ ہے۔ مہدی تو خاتم الاولیاء ہیں تو کیا وہ اولیاء دشمنوں میں سے ہونگے ؟)

یوں میرے پیارے رسول ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق ہم اس زمانے میں جی رہے ہیں جو دھوکہ اور فریب کا ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے اور اس کے دین کا علم رکھنے والے لوگ چوروں کی طرح قتل ہو رہے ہیں۔

(تبصرہ: دیکھنا چاہیے کہ کون قتل ہو رہا ہے اور کس کے ہاتھوں قتل ہو رہا ہے۔ معصوم لوگ مساجد، امام بارگاہوں، بسوں اور بازاروں میں بم دھماکوں میں اُڑ رہے ہیں۔ بریلوی علماء خصوصاً نشانوں پر ہیں۔ کہیں ہم بھی دھوکہ تو نہیں کھا رہے؟)

لیکن اس زمانے میں اور دجال کی آمد سے قبل دونوں جانب تیاریوں کا عمل جاری ہے گا۔ دجال کی حامی قوتیں اس کے نظام کو مستحکم کرتی جائیں گی کہ جب اس کا خروج ہو تو وہ اسی بنے بنائے نظام کے ذریعے دُنیا میں اپنے ایجنڈے کو نافذ کرے اور دوسری جانب میرا اللہ اس نظام کے مقابل مدافعتی قوتوں کو مستحکم کریگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں نظاموں کی تیاریوں کے بارے میں واضح کیا۔ آپؐ نے فرمایا:

جب لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے..................ایک اہل ایمان کا خیمہ جس میں نفاق بالکل نہیں ہوگا..............دوسرا منافقین کا خیمہ جس میں ایمان بالکل نہیں ہوگا۔ جب ایمان والے ایک طرف اور منافقین دوسری طرف اکٹھے ہوائیں تو تم دجال کا انتظار کرو کہ آج آئے یا کل'' (ابوداوٗد، مستدرک، الفتن نعیم بن حماد)

(تبصرہ: یہ بات قابل غور ہے کہ اہل ایمان اور منافقین کا ذکر کیا گیا ہے۔ اہل ایمان اور کفار کا ذکر نہیں کیا گیا۔ منافقین مسلمانوں میں سے ہی ہونگے۔ یہ وہ مسلمان ہونگے جن ایمان نہیں صرف نفاق ہوگا۔)

اب آئیں دیکھیں کہ ایمان والوں کا خیمہ کہاں ہے؟ وہ کون سی سرزمین ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ وہاں سے سرفروش نکلیں گے اور دجال کی قوت کا مقابلہ کریں گے۔ جو سیدنا امام مہدی کے لشکر کے سپاہی ہونگے۔ فرمایا:

'جب کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں تو ان کو کوئی چیز نہیں روک سکے گی حتیٰ کہ وہ ایلیا (بیت المقدس) میں نصب کردیئے جائیں گے'۔ (مسند احمد، ترمذی)

پھر وضاحت کر کے فرمایا:

'جب تم دیکھو کالے جھنڈے خراسان کی طرف سے آئے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا کہ ان میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے'۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ خوش قسمت ہے طالقان کہ اس اللہ کے خزانے ہیں لیکن یہ خزانے سونے چاندی کی صورت میں نہیں بلکہ ایسے مردانِ کار ہونگے جو اللہ کو پہچانیں گے جیسے پہچاننے کا حق ہوتا ہے اور وہ مہدی آخر الزماں کے مددگار ہونگے (کنز العمال)۔

حضرت علیؓ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ایک اور قریبی علاقے کی نشاندہی کی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

'ایک شخص ماورائُ النہر سے چلے گا، اسے حارث (کسان) کے نام سے پکارا جاتا ہوگا۔ اس کے لشکر کے اگلے حصے پر مامور شخص کا نام منصور ہوگا جو آلِ محمد کے لئے راہ ہموار یا مظبوط کرے گا۔ (ابوداوٴد)

یہ تینوں علاقے خراسان، طالقان اور ماوراء النہر کہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خراسان کی حدود دریائے ایمو سے لے کر دریائے سندھ تک تھیں جن میں افغانستان، سرحد کا علاقہ (ہزارہ ڈویژن تک)، پاکستان کا مغربی اور جنوبی حصہ شامل ہیں۔ جبکہ ایران کا صوبہ سیستان بلوچستان بھی خراسان میں تھا۔

(تبصرہ: اگر خراسان کا نقشہ دیکھیں تو اُس میں وسطی ایشاء کی روسی ریاستیں پاکستان کا آدھا حصہ بشمول بلوچستان اور ایران کا شمال مشرقی علاقہ شامل تھا۔ مگر یہاں صرف یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ خراسان سے مراد افغانستان ہے جہاں سے مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔)

اہل ایمان کے خیمے کی حدود کا اندازہ اب خود لگایئے کہ آزمائش کے دِن کن کے حصے میں آئے ہیں۔ کون لوگ ہیں جنہیں میرا اللہ بھٹی میں ڈال کر کندن بنا رہا ہے۔

(تبصرہ: عراق ایران سے طویل جنگ کے بعد افغانستان سے پہلے کا اس بھٹی میں جل رہا ہے وہ کندن ہو رہا ہے؟ فلسطینی 1948 سے اسرائیل کے مظالم برداشت کر رہے ہیں وہ بھی کندن ہو رہے ہیں؟ ویتنام نے امریکہ سے طویل جنگ کی مظالم کا سامنا کیا اُسے شکست دی مگر آج بھی پسماندگی کا شکار ایک عام ملک ہے۔ واصف صاحب نے تو برملا کہا ہے کہ پاکستان کے ساتھ افغانستان اور عراق جیسا سلوک نہیں کیا جا رہا تو اس کی کوئی وجہ ہے اور وہ وجہ مجھے معلوم ہے۔ تو کیا وجہ ہے؟)۔

دُنیا کی کسی بھی فوجی تربیت کی کتاب اُٹھائیں یا کسی فوجی تربیت گاہ کا جائزہ لیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ کیسے کیسے سخت جان مرحلوں سے ان سپاہیوں کو گزارا جاتا ہے جنہوں نے دشمن کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے اس دُنیا کی پیدائش سے لے کر اختتام تک کے عرصے کی سب سے بڑی جنگ لڑنی ہو کیونکہ میرے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس نے لوگوں کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو۔ آپؐ خود ہر نماز کے بعد دجال سے پناہ کی دعا کرتے تھے۔ ایسی جنگ میں لڑنے والوں کی ایسی ہی ٹریننگ کی جاتی ہے۔ ایسی ہی مشقت کی بھٹی سے گزارا جاتا ہے جس سے آج یہ سارے کے سارے علاقے کے افراد گزر رہے ہیں۔

کبھی کبھی میں اس بے آب و گیاہ اور وسائل سے محروم علاقے کے افراد کو دیکھتا ہوں۔ ان کی سادہ لوحی اور معصومیت کا جائزہ لیتا ہوں تو حیرت میں ڈوب جاتا ہوں۔ سادگی کا یہ عالم ہے کہ طالبان کے ایک اہم وزیر نے ایک بہت اہم شخصیت کو امریکہ سے مذاکرات کی جو شرائط بتائیں ان سے ان کی سادگی جھلکتی ہے۔ یہ شرائط جب وہ اہم شخصیت مجھے سنا رہی تھی تو وہ خود بھی ان کی سادگی پر مسکراتی تھی۔ شرائط یہ تھیں کہ ہماری امارت اسلامی افغانستان کو تسلیم کیا جائے، ہماری امارت اسلامی کو پوری مسلم اُمہ کی خلافت تسلیم کیا جائے، ہمیں سیکیورٹی کونسل میں ویٹو کا حق دیا جائے اور ہمیں ایٹمی طاقت بھی تسلیم کیا جائے۔ یہ سادگی اور

معصومیت اور امریکہ جیسی طاقت اور اس کے حواری 48 ملک خوف سے کانپ رہے ہیں۔

(تبصرہ: اس میں کوئی سادگی نہیں بلکہ یہ غلط فہمی ہے کہ خلافت ہمارے پاس ہے اور تمام اسلامی ممالک ہمارے سرنگوں ہوں جن میں ہماری مرضی کے بادشاہ مقرر ہوں، ہماری مرضی کا اسلام ہو اور پاکستان کا ایٹمی پروگرام ہمارا تصور کیا جائے۔منو بھائی نے جنگ میں اپنے کالم میں دو برس پہلے لکھا کہ طالبان کی آخری جنگ صوفیاء کرام کے ساتھ ہوگی۔طالبان اپنے ایجنڈے پر عمل کر تے ہوئے پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں تا کہ اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔)

نیوزویک کے تازہ شمارے میں اس نے طالبان کے کمانڈروں سے جو انٹرویو درج کیے ہیں حیران کن ہیں۔اس نے سوال کیا کہ کب تک لڑو گے۔جواب دیا کوئی وقت مقرر نہیں، میں نہیں تو میرا بیٹا، وہ نہ رہے تو اس کا بیٹا، ایسی جنگ کا مغرب میں کوئی تصور نہیں۔ٹانگ کٹ جاتی ہے تو لنگڑاتے ہوئے مورچے میں چلے جاتے ہیں لیکن ایک فقرہ کمال کا ہے جوان سرفروشوں نے امریکی میڈیا کے افراد کو کہا ہے کہ تمہارے پاس گھڑیاں ہیں لیکن ہمارے پاس وقت ہے۔"

(قسط نمبر 3، روزنامہ ایکسپریس مورخہ 12 اکتوبر، 2011)

اہل ایمان اور اہل نفاق کے خیموں کی ترتیب کا عمل کافی عرصے سے جاری ہے۔جب کسی بڑے معرکے سے پہلے صف بندی کی جاتی ہے تو صفوں میں کسی ایسے فرد کی گنجائش نہیں رکھی جاتی کہ جس کا دِل، دماغ یا خیالات دشمن کے قبضے میں ہوں۔ایسے لوگوں کو بھی اپنی صفوں سے نکال دیا جاتا ہے جو دشمن کے نظام یا اس کے طرز زندگی سے مرعوب ہوں۔مرعوبیت ایک ایسا عیب ہے جو قوموں کو ناکارہ بناتا ہے۔اسی لیے کوئی بھی جنگ ہو، جدوجہد ہو، یا پھر کسی میدان میں ترقی اور جستجو کی خواہش ہو،سب سے پہلا درس یہ دیا جاتا ہے کہ ہم اس راہ پر نکلنے والے ہیں اس لیے ہم میں وہ تمام صلاحتیں موجود ہیں جو اسے فتح اور کامیابی سے ہمکنار کر سکتی ہیں۔مسلم امہ میں گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے صرف اور صرف ایک مرض کا بیج بویا گیا ہے اور وہ یہ کہ تم مغرب کی تہذیب،علم اور ٹیکنالوجی سے کم تر ہو۔جب یہ گفتگو اور بحث ڈیڑھ سو سال پہلے شروع کی گئی تھی تو اس وقت دونوں تہذیبوں میں زیادہ فرق نہ تھا۔کسی میدان میں مسلمان بہتر تھے اور کسی میدان میں مغرب۔ایسے میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس زوال پذیر معاشرے کو اعتماد دیا جاتا اور اسے اپنے شاندار ماضی کی طرف لوٹ جانے اور اسی مقام پر واپس آنے کے لئے تیار کیا جاتا لیکن اس وقت کے ذہنوں میں کمتری اور مرعوبیت کا ایسا زہر سرایت کیا گیا کہ یہ آج تک اعتماد کی حالت میں واپس نہ آسکی۔یہ زہر میری اُمت کے اپنے صاحبان علم نے سخت محنت اور تگ ودو سے بویا اور آج ہم سب سمجھتے ہیں کہ نہ ہم علم میں آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ ٹیکنالوجی میں اور جنگ تو ہم ان سے کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔یہ کمتری اور مرعوبیت نفاق کو جنم دیتی ہے۔دجال کی آمد سے پہلے اُمت مسلمہ کے خیمے سے نفاق کا خاتمہ ہونا ہے۔

(تبصرہ: اُمت مسلمہ کے اندر سے نفاق کے خاتمہ کا مطلب ہے کہ اہل ایمان بمقابلہ کفار۔جبکہ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں کہ جب لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے ایک اہل ایمان کا خیمہ جس میں نفاق بالکل نہیں ہوگا دوسرا منافقین کا خیمہ جس میں

ایمان بالکل نہیں ہوگا۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک خیمے میں سارے منافق ہونگے جن میں کفار کے منافقین بھی شامل ہونگے۔ دوسرے میں اخلاص والے ہونگے جن میں دیگر مذاہب کے مخلص اللہ پر ایمان رکھنے والے شامل ہونگے؟ کیونکہ بہت سے دیگر مذاہب کے لوگ اخلاص کے ساتھ آخری نجات دہندہ کا انتظار کررہے ہیں۔)

نفاق کے خاتمے کی ترتیب میرے پیارے رسول کی احادیث سے واضح ہوتی ہے اور جو واقعات اب ظہور پذیر ہورہے ہیں وہ بھی اس بات کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔ دجال کی آمد سے پہلے سیدنا مہدی کے ہراول دستے خراسان اور طالقان کے علاقے میں جس طرح ٹیکنالوجی، معاشیات اور جنگی برتری کو ذلت آمیز شکست ہورہی ہے وہ اس ہراول دستے کے دِل سے اس خوف، مرعوبیت اور احساس کمتری کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکے گا۔ یہ وہ علاقہ ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا 'جب تم دیکھو کہ کالے جھنڈے خراسان کی طرف سے آئے ہیں تو ان میں شامل ہوجانا کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہے (مشکوٰۃ)۔ اور اس لشکر کے راستے میں ہر رکاوٹ تہہ و بالا ہوجائے گی اور وہ اپنا پرچم بیت المقدس میں نصب کردیں گے۔ سیدنا مہدی کے مقابلے میں جو پہلا لشکر نکلے گا وہ کفار یا مغرب کا نہیں بلکہ مسلمانوں کا ہوگا۔ یہ لشکر شام کے علاقے میں منظّم ہوگا۔ میرے پیارے رسولؐ نے تمام شک وشبہ سے پاک کرنے کے لئے سیدنا مہدی کا حلیہ، نام ونسب سب واضح کردیا ہے۔ بلکہ ان کے پہچاننے والوں کے خصائص اور مقام بھی بتادیئے ہیں۔

اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ سیدنا مہدی از خود کوئی دعویٰ نہیں کریں گے۔ بلکہ لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہیں گے تو وہ چھپ جائیں گے، پھر وہ مسلمانوں کے ان صاحبان نظر کے ہاتھوں مجبور ہوکر خانہ کعبہ میں بیعت لیں گے۔ اور پوری اُمت مسلمہ میں سے صرف تین سو تیرہ افراد ان کی بیعت کریں گے۔

(<u>تبصرہ:</u> دجال دھوکہ باز کو کہتے ہیں۔ ایسا شخص جو مہدی نہ ہو مگر مہدی ہونے کا تاثر دے، دھوکہ دے۔ احادیث کے مطابق اُمت کے ستر ہزار علماء دجال کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ کالم نگار ہارون رشید نے 11 مئی، 2009 کے 'جنگ' میں ذاتی تجربہ لکھا ہے کہ طالبان کے لیڈر سے اُن کی اور عمران خان کی ملاقات اس لیے نہ ہوسکی کہ اُن کا اصرار تھا اُن کے اصولوں کے مطابق پہلے بیعت کرو۔)

دوسری جانب مسلمانوں کا ہی ایک لشکر ان کے خلاف شام میں جمع ہوگا۔ عراق پر قبضہ کرے گا، یہاں تک کہ مدینہ پر بھی قابض ہوگا۔ ایسے میں سیدنا مہدی کے حق میں نصرت کے لئے لشکر روانہ ہونگے۔ یہاں اللہ کی مدد ویسے ہی شامل حال ہوگی جیسے افغانستان میں امریکہ کی شکست سے آج نظر آرہی ہے۔ جب مخالف مسلمانوں کا لشکر امام مہدی سے مقابلے کے لئے مکہ کی جانب روانہ ہوگا تو مقام بیضا بھی زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور فتح ونصرت سے ہمکنار امام مہدی شام میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کریں گے۔ یہاں ایک حدیث بہت اہم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'مہدی میرے اہل بیت سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرمادے گا'۔ (ابن ماجہ، مسند احمد)

یعنی جہانبانی اور حکومت کرنے کے وہ تمام امور اللہ ان کو خود عطا کردے گا کیونکہ آگے مقابلہ منظّم قوتوں سے ہونا ہوگا۔

ان تمام واقعات کے تناظر میں جب میں سوچتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساٹھ سے زیادہ ممالک میں بہت سے ایسے ہیں جو بے پناہ دولت سے مالا مال ہیں، کتنے ایسے ہیں علم اور ٹیکنالوجی کے حساب سے بھی مغرب کے ہم پلہ ہوچکے ہیں جیسے ترکی، کتنے ایسے ہیں جو معاشیات میں مغرب کو شکست دینے کے لئے معاشیات کے میدان میں آگے ہیں جیسے ملائشیا، تیل کی دولت سے مالا مال لوگ، ان سب میں پاکستان کی حیثیت ایسی کبھی نہ تھی کہ وہ ساٹھ سے ستر ارب ڈالر کا ایٹمی پروگرام اختیار کرسکے۔ یہاں تو غربت و افلاس کے ڈیرے تھے، یونیورسٹیوں کا زوال تھا اور بددیانتی کا راج۔ پھر میرے اللہ نے یہ سعادت کیوں عطا کی؟

(<u>تبصرہ:</u> اگر پاکستان اہم ہے تو پھر طالبان کی کیا حیثیت رہ گئی؟ ممتاز مفتی نے الکھ نگری میں اس پر بہت سے واقعات اور بزرگوں کی گفتگو نقل کی ہے کہ پاکستان امام مہدی کے لئے بنایا گیا ہے اور وہ یہاں سے جلوہ افروز ہوگا اور یہیں تخت بچھے گا۔ کالا شاہ کاکو کا بابا کے باب میں اُس بزرگ سے گفتگو کو تفصیل سے بیان کیا ہے جس سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ کالم میں اس طرح گفتگو لوگوں کو کنفیوز نہیں کرے گی؟)

جنگ عظیم دوم کی تاریخ اُٹھا کر دیکھئے، اس کا پانسہ صرف اور صرف امریکہ کی ایٹمی قوت ہونے نے بدلا۔ جاپان اس وقت دُنیا کی مظبوط ترین معاشی قوت ہے۔ اقوام متحدہ کا تیس فیصد کے قریب خرچہ اُٹھاتا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود جاپان نہ سیکیورٹی کونسل کا مستقل رُکن ہے اور نہ ہی اسے ویٹو کا حق حاصل ہے۔ اس کی حیثیت اُس تاجر کی ہے جس سے محلے کا غنڈہ جب اور جس وقت چاہے وصول کرتا رہے اور جاپان یہ بھتہ ہر جنگ میں، ہر موقع پر امریکہ اور اس کے حواریوں کو دیتا آیا ہے۔ بھتہ پاکستان جیسے ایٹمی پروگرام کو تیل کی دولت سے مالا مال ممالک صرف اپنے ایک فیصد بجٹ سے بنا سکتے تھے لیکن ایسی صلاحیت تو ہراول دستے کے پاس ہونی چاہیے تھی تاکہ ان کے ساتھ جن سے اس ہراول دستے نے جنگ کرنا ہے مقابلہ کرسکے۔

سیدنا امام مہدی علیہ السلام جب ایک جانب دُنیا بھر کی طاقتوں کے خلاف برسرِ پیکار ہونگے، دوسری جانب مسلمانوں کی ایک جماعت ہند یعنی ہندوستان سے جنگ میں مصروف ہوگی۔ ہادی برحق ﷺ نے فرمایا:

'میری اُمت میں دو جماعتیں ایسی ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ کردیا۔ ایک وہ جو ہندوستان سے جہاد کرے گی اور ایک وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگی (نسائی، مسند احمد)۔

ایک دوسری حدیث میں اس جہاد کا وقت بھی متعین کردیا:

'تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا، جس کو اللہ فتح نصیب کرے گا۔ اللہ اس لشکر کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ پھر جب یہ لوگ واپس پلٹیں گے تو شام میں عیسیٰ ابن مریم کو پائیں گے'۔

یہ بشارت اُس جنگ کے لئے ہے جب سیدنا امام مہدی مسلم اُمہ کو اکٹھا کرکے منظّم کرچکے ہوں گے اور دُنیا بھر کی طاقتیں ان کے خلاف جنگ میں مصروف ہونگی۔ ایسے میں ہندوستان وہ مقام ہے جہاں سے عقب سے مسلمانوں کی اس اجتماعی طاقت پر وار ہو

سکتا ہے۔ آج کے ہندوستان کی تمام تر منصوبہ بندی اور اس کی سرمایہ کاری اس ملک میں ہے جسے خراسان یعنی میرے پیارے رسول ﷺ کی بشارت کے مطابق سیدنا مہدی کے ہراول دستے کا حصہ کہا گیا ہے۔

دونوں جانب تیاریوں کا زور شور ہے۔ دونوں قوتیں اپنے اپنے دستوں کی صف بندی کر رہی ہیں۔ جہاں میرا اللہ اپنے ساتھیوں جسے وہ حزب اللہ یعنی اللہ کا گروہ فرماتا ہے، ان کے لئے امکانی معرکے کے لئے ساز و سامان مہیا کر رہا ہے اور انہیں نفاق سے دور کر رہا ہے۔ ان کے خیموں میں خالص لوگوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ وہاں دوسرا گروہ جسے اللہ تعالیٰ حزب الشیاطین، یعنی شیاطین کا گروہ کہتے ہیں، وہ بھی اپنے طور پر منظّم ہو رہے ہیں دونوں گروہوں کے معرکوں میں جب مسلمانوں کے غلبے کا عالم آئے گا۔ جب یہ ایک اُمت واحد کی طرح مسلم ہو جائیں تو پھر دجال خروج کرے گا۔ یہاں سے اس معرکے کا آغاز ہو گا جس کی آمد کے بارے میں ہر نبیؑ نے اپنی اُمت کو خبر دی۔

(تبصرہ: اسلام دشمن اور پاکستان دشمن ہندوستان جن کو سپورٹ کر رہا ہے وہ حق پر کیسے ہونگے؟ کیا شیطان کا مال کھانے والے شیطان کے لیے کام نہیں کریں گے۔؟ خراسان کو افغانستان تک محدود کر کے سوچنا مصنف کی ذاتی رائے ہے جو درست معلوم نہیں ہوتی۔ مسلمانوں میں ہمیشہ سے دو گروہ رہے ہیں حزب الشیطان اور حزب اللہ۔ کربلا میں بھی ان کا معرکہ ہو چکا ہے۔ آج بھی زندگی کے ہر میدان میں یہ باہم برسرِ پیکار نظر آتے ہیں۔ یہی حزب الشیطان دجال کے امدادی ہونگے۔ اب جو گروہ بندی ہو رہی ہے اُس میں مسلمان دونوں طرف ہونگے۔ افغان، ایرانی، پاکستانی، ازبک وغیرہ دو گروہوں میں ہونگے۔ منافق دجال کے ساتھ اور مخلص امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ۔ ابھی جو لوگ پاکستان کے خلاف برسرِ پیکار ہیں اُن کی حیثیت کیا امام مہدی علیہ السلام کے مخالف گروہ کی نہیں؟)

یہ سب کب ہے؟ کتنی دیر ہے؟ اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ لیکن میرے پیارے رسول ﷺ کے ارشادات کے مطابق اور علامتوں سے جانتے ہوئے یوں لگتا ہے ہم اس دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہم سیدنا مہدی کا ظہور دیکھ پاتے ہیں یا نہیں لیکن اس راستے پر چلنے والوں کو بھی اللہ یقیناً اسی راستے کا مسافر تصور کرے گا اور جنہیں وہ زمانہ نصیب ہو گیا اور وہ حق پر قائم رہے تو ان پر تو رشک ہی کیا جا سکتا ہے۔" .... ختم شد۔

(بشکریہ روزنامہ ایکسپریس مورخہ 15 اکتوبر، 2011: حرف راز، کالم نگار: اوریا مقبول جان)

نوٹ: اس موضوع پر اپنی رائے ہمارے نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس پر روانہ کریں۔ براہِ مہربانی اپنے مضامین ان پیج میں بھیجیں تاکہ اُن کو ری ٹائپ نہ کرنا پڑے اور فارمیٹنگ میں آسانی ہو۔ شکریہ

انجمن سرفروشانِ اسلام، انٹرنیشنل